OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

اسلامی تحقیقی کام میں سرقہ: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک مطالعہ

Plagiarism in Islamic Research Work: A Study in the light of Islamic Teachings

Zia Farooqi

Doctoral Candidate Islamic Studies, Qurtuba University of Science and Information Technology, D I Khan

Prof. Dr. Fazal Ilahi Khan

Professor of Islamic Studies, Qurtuba University of Science and Information Technology, D I Khan

Prof. Dr. Abdul Wahab

Professor of Islamic Studies, Qurtuba University of Science and Information Technology, D I Khan

Abstract

Earlier it was said that knowledge is a wealth that cannot be stolen. No bandit can steal it. But in modern times where technology has progressed and the acquisition of knowledge has become easier thanks to computers and internet. At the same time, a type of academic, literary and moral corruption has also been made easy through which knowledge, literature and ideas can be stolen. This is called plagiarism. The definition of plagiarism is "to pass off another person's writing or idea as your own, or to present it in such a way that it appears to be the author's." Literary plagiarism is not a new thing, but it has been going on for a long time, but it has come to the fore in the modern era. Materialism has also been introduced. Under Western law, any academic or literary work is owned by its author. And printing it without his permission is a violation of his right. And for the violation of this right, punishments have been set in the context of copyrights (printing rights). According to these laws, one's writing cannot be printed without his permission. There is also a fixed amount of taking copies (photostats) of this writing, making more copies is also a crime. Its purpose is that one's The writing

CC BY

cannot be sold by another person. Likewise, copy to someone's idea is also plagiarism by using your own words and publishing them under your own name, and translating someone else's writing under your own name is also called literary plagiarism.In the era of Hadith, while computers and the Internet have made it easier for the common man to access knowledge, these modern facilities have also made plagiarism easier and its paraphrasing is also easy. Many people and organizations are taking advantage of this facility. These diseases are rapidly flourishing in our country and are affecting the quality of higher education along with research and editing. Our literature and journalism are badly affected by plagiarism. In my article I ll try to present details of plagiarism, its position in Quran O Sunnah and how to control it.

Keywords: Plagiarism, Islamic research, Islamic teachings

تمہید

اگر تاریخ انسانی پر ہم نظر دوڑائیں تو صرف ایک ہستی ہی ایسی نظر آتی ہے جس نے سب سے پہلے تعلیم و تعلم کو جس طرح اہمیت دی پہلے کسی نے نہ دی اور جسطرح تعلیم کے مواقع غریب و امیر، جوان، پیر کے لیے برابر فراہم کیے کسی اور نے ان کا مظاہرہ نہ کیا وہ ہستی آخر الانبیاء مکہ مکرمہ کے باسی جناب حضرت محمد بن عبد اللہ ہیں۔ افلاطون وارسطو اور اہل یونان کی تعلیم و تدریس اور جناب محمد کی تعلیم و تدریس میں بڑا فرق یہ ہے کہ آج تک جس کے اقوال و افعال زیادہ محفوظ رہ گئے وہ جناب محمد عربی کے ہیں۔ آپ نے خود کیلئے معلم کا منصب پسند فرمایا اور رب نے بھی آپ کو پہلی وحی میں پڑھنے کا حکم صادر فرمایا۔ قرآن کی ۶۲۳۶ آیتوں میں سے لفظ اقراء کے ساتھ آغاز رب کو زیادہ محبوب تھا۔ اسی بناء پر حضور علیہ السلام نے بھی پہلی وحی کے ساتھ سے تعلیم اور علم کو ترجیح دی۔ آپ کی سیرت سے تعلیم کی اہمیت کا سب سے پہلا مظاہرہ وادئ ارقم میں ظہور پذیر ہوا۔ آپ نے خفیہ طور پر یہاں دین اسلام کی بنیادی تعلیمات کی تدریس فرمائی۔ گویا کہ اسلام کی پہلی درسگاہ پہلا سکول آف تھاٹ دارارقم بنا اور اس درگاہ نے نہ صرف علمی تحقیق کی بنیاد رکھی بلکہ اس کی طرف بے شمار طرق سے رغبت بھی دلائی۔ علمی تحقیق ایک ایسی صحت مند سرگرمی ہے جو دماغ کو ہمیشہ توانا رکھتی ہے اور مہذب افراد و اقوام تمام صحت مندانہ سرگرمیوں کو مکمل ایماندارانہ طور پر سرانجام دیتے ہیں لیکن شومئ قسمت کہ ہم بحیثیت قوم سرقہ کار بن چکے ہیں، لوگوں کے ٹیلنٹ، دریافتوں اور تحقیقات کو چرانا ہمارا من پسند مشغلہ ہے خصوصاً سوشل میڈیا کہ اس دور میں ہر شخص دوسروں کو متاثر کرنے کیلئے محقق بنا ہوا ہے اور نئ تحریرات و تحقیقات کو لوگوں تک پہنچانا چاہتا ہے، اس بات کی پرواہ کیے بغیر کہ اس تحقیق پر جس کا کتنا وقت صرف ہوا ہے، کتنی محنت خرچ ہوئی ہے، لوگوں کی تحریرات کو اپنے نام سے پیش کر دیا جاتا ہے اور المیہ یہ ہے کہ ہم اس عمل کو چوری اور خیانت سمجھتے ہی نہیں لیکن اس سے بھی بڑھ کر یہ بات افسوس ناک اور الارمنگ ہے کہ ہماری جامعات میں تحقیق کے نام پر علمی سرقہ کی نہ صرف مشق کرائی جارہی ہے بلکہ شعوری ولاشعوری طور پر اسے فروغ دیا جارہا ہے لہذا اسی ضرورت کے پیش نظر میں نے علمی سرقہ پر کام کرنے کا ارادہ باندھا اور اس کی شرعی حیثیت کو واضح کرنے جے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری سمجھا کہ اس کی

روک تھام کیلئے ایچ ای سی کی طرف سے معین کردہ سزاؤں کو بھی قارئین کے سامنے رکھ دیا جائے۔ اقول وباللہ التوفیق وبہ الاستعانۃ یلیق۔

سرقہ کا مفہوم

سرقہ عربی زبان کا لفظ ہے اس کا مادہ س،ر،ق ہے۔ سرقہ کا لغوی معنی چوری ہے۔ سرقہ کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کا مال کسی محفوظ جگہ سے بغیر اس کی اجازت کے چھپ کر لے اس کو سرقہ کہتے ہیں[1]۔

سرقہ کے ثبوت کی شرائط

سرقہ کے ثابت ہونے کے لئے کچھ شرطیں ہیں: وہ مال کسی فرد یا جماعت کی ذاتی ملکیت ہو۔ چرانے والے کی اس میں ملکیت نہ ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ وہ مال محفوظ ہو۔ تیسری شرط یہ ہے کہ وہ مال بلا اجازت اٹھائے۔ چوتھی شرط یہ ہے مال چھپ کر لے۔[2]جب یہ چاروں شرطیں پائی جائیں گے تو ایسے شخص کے بارے میں ارشاد باری تعالی ہے:وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ-وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ[3]۔ جن مرد یا عورت نے چوری کی تو سزا کے طور پر ان کے ہاتھ کاٹ دو۔ اللہ بہت حکمت والا ہے۔

سرقہ کی اقسام

سرقہ کی دو قسمیں ہیں۔(1) مالی سرقہ (2) علمی سرقہ۔ میرا اس آرٹیکل کا موضوع علمی سرقہ ہے۔ اردو میں اسے ادبی سرقہ اور چربہ سازی کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ انگریزی میں اسے (Plagiarism) اور عربی میں "الانتحال العلمی" کہتے ہیں۔ علم وتحقیق کے میدان میں کسی محقق کے نتائج فکر کو اپنا بنا کر پیش کرنا یا اس کے الفاظ کو اپنے نام سے منسوب کرنا علمی سرقہ کہلاتا ہے۔ جوزف جیبالڈی نے Plagiarism کی تعریف اس طرح کی ہے۔

"Using another person's ideas or expressions in your writing withoutacknowledging the source constitutes plagiarism. Derived from the Latin plagiarius (kidnapper), plagiarism refers to a form of intellectual theft"[4].

یعنی کسی کے خیالات واحساسات کو اپنی تحریر میں اس کا شکریہ یا مصدر کی نسبت ظاہر کیے بغیر استعمال کرنا سرقہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ Plagiarism کا لفظ لاطینی زبان میں Plagiarius سے ماخوذ ہے۔ جو کہ ایک طرح سے فکری مواد کی چوری کے لیے بولا جاتا ہے۔ Plagiarism کی تعریف کے ڈے (K-Dey) نے ان الفاظ میں کی ہے۔

"Plagiarism leads to the use of writings, ideas, innovations, etc. of others andreuse of them (partially or completely) without proper citation and reference tothe source"[5].

کسی کے خیال ایجاد اور تحریر وغیرہ کو جزوی یا کلی طور پر دوبارہ اس طرح استعمال کرنا نہ ہی اس میں موضوع حوالہ اور نہ کسی مصدر ومرجع کا ذکر ہو سرقہ کہلاتا ہے۔

انتحال کا مفہوم:

انتحال بھی کسی کے قول یا شعر کو اپنی طرف منسوب کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ ابن منظور نے لسان العرب میں انتحال کا مفہوم اس طرح بیان کیا ہے" انتحل فلان شعر فلان أو قال فلان اذا ادعاه انه قائله وتنحله ادعاه

وهو لغيره ـ ونحله القول ينحله نحال‌نسبه إليه ـ ونحلته القول أنحله نحال بالفتح إذاأضفت إليه قوًل قال غيره وادعيته عليه ويقال نحل الشاعرقصيدة إذا نسبت إليه وهى من قيل غيره۔[6]"یعنی انتحل فلان کا معنی ہے کہ جب کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ یہ شعر اس کا ہے جبکہ وہ شعر اس کا نہ ہو بلکہ کسی اور کا ہو۔ اور اس کا اپنا ہونے کا دعویٰ کیا جائے۔ اس ضمن میں نحل الشاعر قصیدۃ اس وقت کہا جاتا ہے جب شعر کسی کا ہو اور اس کو اپنی طرف منسوب کر لیا جائے۔ البتہ اب انتحال کی اصطلاح صرف کسی کے قول یا شعر کی نسبت دوسرے کی طرف کرنے تک محدود نہیں رہی بلکہ علمی سرقہ کی مروجہ تمام صورتوں کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

علمی سرقہ کی صورتیں

بیسلے (Beasley) نے تحقیقی کام میں علمی سرقہ (Plagiarism) کی چار صورتیں بیان کی ہیں۔

1۔ اتفاقی سرقہ (Accidental Plagiarism)

اتفاقی سرقے کی صورت یہ ہے کہ بعض اوقات تحقیق کے مراجع کے مناسب استعمال اور طریقوں سے سے مکمل واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے سرقہ واقع ہوتا ہے۔ نتیجتاً اتفاقی طور پر ایسے نتائج برآمد ہوتے ہیں جو دوسروں کے نتائج کے مماثلت رکھتے ہیں لیکن چونکہ یہ مماثلت تحقیق کے مراجع کا استعمال موزوں طریقے سے نہیں ہوتا اس لیے تحقیق کے ایسے نتائج بھی سرقہ کے زمرے میں آتے ہیں۔ اگرچہ ایسا جانتے بوجھتے نہیں ہوتا بلکہ حادثاتی طور پر پایا جاتا ہے۔۔

2۔ سرقہ بلا قصد یا سرقہ غیر ارادی (Unintentional Plagiarism)

سرقہ غیر ارادی کی صورت یہ ہے کہ بعض اوقات ایسے نتائج فکر اور معلومات جو پہلے ایک محقق کی جانب سے بھی پیش کئے جا چکے ہوں۔ مواد اور معلومات کی کثرت مقدار کی وجہ سے دوسرے محقق کی جانب سے بھی وہ دوبارہ سامنے آجاتے ہیں لیکن ایسا سب کچھ ارادۃً نہیں ہوتا بلکہ یہ سب غیر ارادی طور پر ایسا ہو جاتا ہے۔

3۔ سرقہ بالقصد یا سرقہ ارادی (Intentional Plagiarism)

سرقہ ارادی کی صورت یہ ہے کہ کسی اور شخص کے تحقیقی کام کو کلی یا جزوی طور پر ارادۃً بغیر اس کا حوالہ دیے اپنی طرف منسوب کر کے نقل کرنا۔

4۔ سرقہ شخصی (Self-Plagiarism)

سرقہ شخصی کی صورت یہ ہے کہ ایک محقق اپنے ہی کسی سابقہ شائع شدہ تحقیقی کام کو کسی دوسرے عنوان یا تھوڑی سی تبدیلی کر کے نئے سرے سے دوبارہ پیش کرے۔[7]

علمی سرقہ (Plagiarism) کی قسمیں

علمی سرقہ کی قسمیں درج ذیل ہیں۔

1۔ کلون سرقہ (Clone Plagiarism)

ایسا سرقہ جس میں کسی دوسرے محقق کی تحریر کو لے کر لفظ بہ لفظ اسے اپنے طور پر پیش کر دینا کلون سرقہ کہلاتا ہے۔

2۔ سی ٹی آر ایل + سی سرقہ (CTRL + C Plagiarism)

ایسا سرقہ جس میں کسی دوسرے محقق کی تحریر لینا اور اس میں تھوڑی سی تبدیلی کر کے اسے اپنے نام سے پیش سی کرنا قاری کو ایسا لگے کہ یہ تحریر اس محقق کی اپنی تحقیق ہے سی ٹی آر ایل + سی سرقہ کہلاتا ہے۔

3۔ ریمکس سرقہ (Remix Plagiarism)

ایسا سرقہ جس میں مختلف ذرائع سے معلومات اکٹھی کر کے اسے اپنی تحقیق بنا کر پیش کرنا اصل ماخذ کا حوالہ دیے بغیر ریمکس سرقہ کہلاتا ہے۔

4۔ ریسائیکل سرقہ (Recycle Plagiarism)

اس کو خود سرقہ (Self-Plagiarism) بھی کہتے ہیں۔ ایسا سرقہ جس میں کوئی محقق اپنی کسی سابقہ تحریر کو دوبارہ استعمال کرے اور بعد والی تحریر میں سابقہ تحریر کا حوالہ ذکر نہ کرے ریسائیکل سرقہ کہلاتا ہے۔

5۔ ہائبرڈ سرقہ (Hybrid Plagiarism)

ہائبرڈ سرقہ یہ ہے کہ چند نقل شدہ مواد کا مجموعہ ہو۔ لیکن اصل ماخذ کا حوالہ نہ دیا گیا ہو۔ یعنی نقل شدہ مواد کی دوبارہ نقل کر کے اپنے نام سے پیش کرنا۔

6۔ غلط سرقہ (Error Plagiarism)

غلط سرقہ یہ ہے کہ ہے اپنی تحریر میں غلط حوالہ درج کرنا یا ایسا حوالہ دینا جو سرے سے موجود ہی نہ ہو.

7۔ اجتماعی سرقہ (Aggregator Plagiarism)

اجتماعی سرقہ یہ ہے کہ کسی بھی حقیقی سوچ کے خیالات یا دلائل کو چھوڑ کر تحریر میں تمام ذرائع کا صحیح طور پر حوالہ دینا۔

8۔ میشپ سرقہ (Mashup Plagiarism)

میشپ سرقہ یہ ہے کہ متعدد ذرائع سے اقتباسات کو نقل کر کے انہیں خلط ملط کر کے نیا کام بنا کر پیش کرنا بغیر کسی حوالہ جات کے۔

9۔ ری ٹوئیٹ سرقہ (Re Tweet Plagiarism)

ری ٹوئیٹ سرقہ یہ ہے کہ تحریر میں تمام ذرائع مواد کا صحیح طور پر حوالہ دینا لیکن اصل کام کے الفاظ اور ساخت پر زیادہ انحصار کرنا۔ اصل سوچ خیالات اور دلائل کا فقدان ہو۔[8]

شریعت اسلامیہ میں علمی سرقہ (Plagiarism) کا حکم

کئی لوگ خصوصاً سوشل میڈیا کے جانیاز اصل مصنف کا نام حذف کر کے اپنے نام سے تحریر کو شئیر کر دیتے ہیں اور دوسروں کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ یہ تحریر ان کی اپنی تحقیق ہے۔ اس سے ان کا مقصد لوگوں سے داد وصول کرنا ہوتا ہے۔ ایسے لوگ جو خود کام نہیں کرتے بلکہ دوسروں کے کیے پر یہ چاہتے ہیں کہ اس پر ہماری تعریف کی جائے اور ہمیں داد دی جائے ایسے لوگوں کو اللہ تعالی نے سخت عذاب سے ڈرایا ہے اور ان کی سخت مذمت بیان فرمائی ہے۔ سورۃ آل عمران میں اللہ تعالی فرماتے ہیں: لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَواوَّيُحِبُّونَ أَن يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبَنَّهُم بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ[9] جو لوگ اپنے صدقات اور عطاؤں پر خوش ہوتے ہیں اور ایسے کام کی تعریف کرنا چاہتے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ انہیں عذاب سے نجات مل جائے گی۔ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے ایسا کوئی کام جو خود تو انسان نے نہ کیا ہو بلکہ وہ یہ چاہے کہ اس پر میری تعریف کی جائے ایسا کرنا جائز نہیں ہے اگر کوئی شخص ایسا چاہتا ہے تو اس شخص کے بارے میں اللہ فرماتا ہے کہ آخرت میں ایسے لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔ حافظ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں۔" المُتَشَبِّعُ بما لم يُعطَ كلابس ثَوْبَي زُورٍ[10] "جس کے پاس جو چیز نہ ہو اس پر فخر کرنے والا اس شخص جیسا ہے جو فریب کا جوڑا یعنی دوسروں کے کپڑے مانگ کر پہنے۔ آپ ﷺ کی ایک اور حدیث ہے۔ مَنِ ادَّعَى دَعْوَى كَاذِبَةً لِيَتَكَثَّرَ بِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللَّهُ إِلَّا قِلَّةً[11] اور جس نے (مال میں) اضافہ کے لیے جھوٹا دعوہ کیا اللہ تعالی اس کے مال

کی قلت ہی میں اضافہ کرے گا۔ قاضی عیاض اس حدیث کی شرح کرتے ہیں۔ یہ حدیث ہر اس دعوے کے بارے میں عام ہے۔ جس کے ذریعے سے کوئی شخص کسی ایسی چیز کے حامل ہونے کا دعوی کرے جو اس کے پاس نہیں ہے چاہے وہ کوئی مال ہو جس پر وہ تکبر کرے یا وہ کوئی نسب ہو جس کی طرف وہ خود کو منسوب کرے حالانکہ اس نسب سے اس کا تعلق ہی نہ ہو، یا ایسا کوئی علم ہو جس کو وہ اپنی طرف منسوب کرے حالانکہ وہ اس کا حامل نہ ہو، یا اپنے لیے دین داری ظاہر کرے جبکہ وہ اس کے لائق ہی نہیں اور یہ اس کی کمائی کو پاک نہیں کرے گی۔ اور اسی جیسی ایک اور حدیث ہے: الْيَمِينُ الْفَاجِرَةُ مَنْفَقَة لِلسِّلْعَةِ مَمْحَقَةٌ لِلْكَسْب[12] جھوٹی قسم سے مال تو بک جاتا ہے لیکن برکت ختم ہو جاتی ہے۔ علامہ ابن عبد البر کہتے ہیں (کہ ابو عمر نے کہا): يقال: إن من بركة العلم أن تضيف الشيء إلى قائله[13] علم کی برکت یہ ہے کہ قول یا چیز کو اس کے قائل کی طرف ہی منسوب کیا جائے۔ امام قرطبی اپنی تفسیر کے مقدمہ میں اپنی کتاب کے اسلوب کے بارے میں بیان کرتے ہیں: وشرطي في هذاالكتاب: إضافة الاقوال الى قائليها ،والاحاديث الى مصنفيها،فإنه يقال: من بركة العلمأن يضاف القول الى قائله۔[14] اس کتاب میں میرا طریقہ یہی ہے کہ قول کو اس کے قائل کی طرف اور حدیث کو اس کے مصنف کی طرف منسوب کروں گا کیونکہ علم کی برکت یہی ہے کہ قول کو اس کے قائل کی طرف منسوب کیا جائے۔ امام سیوطی فرماتے ہیں: ولهذالاتراني أذكر في شيء من تصانيفي حرفا إلا معزوا إلى قائله من العلماء ،مبينا كتابه الذي ذكرفيه[15] اسی لیے میں اپنی تصانیف میں ایک بھی قول قائل کی طرف نسبت کیے بغیر درج نہیں کرتا اور ساتھ میں کتاب کی بھی وضاحت کر دیتا ہوں علماء کی مختلف علوم میں تصنیف کردہ کتب سے اگر میں کچھ نقل کرتا ہوں تو میں اس کتاب کا حوالہ دے دیتا ہوں جس سے میں نے نقل کیا ہے تاکہ میں بری الذمہ ہو جاوں۔ علامہ مقریزی فرماتے ہیں: علماء کی مختلف علوم میں تصنیف کردہ کتب سے اگر میں کچھ نقل کرتا ہوں تو میں اس کتاب کا حوالہ دے دیتا ہوں جس سے میں نے نقل کیا ہے تاکہ میں بری الذمہ ہو جاوں۔[16] امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں: ومن أراد أن ينقل مقالةً عن طائفة فليُسمِّ القائل والناقل وإلا فكل أحد يقدر على الكذب۔[17] اور جو شخص کسی جماعت کے حوالے سے کوئی بات نقل کرنا چاہتا ہے تو اسے قائل اور ناقل کا نام لینا چاہیے ورنہ جھوٹ بولنے پر تو ہر ایک قادر رہتا ہے۔ علامہ معلمی الیمانی فرماتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ ہر وہ فائدہ جسے اس کے کہنے والے کی طرف منسوب نہ کیا جائے، گھٹیا ہے۔ اور یہ اس گرے ہوئے بچے کی طرح ہے جس کا باپ کا پتہ نہ ہو[18]۔ شیخ ابن عثیمین فرماتے ہیں: اگر آپ کسی کاتب کو دیکھتے ہیں کہ وہ کسی دوسری کتاب سے کوئی عبارت مکمل نقل کرتا ہے اور وہ یہ ذکر نہیں کرتا کہ میں نے فلاں کی کتاب سے یہ عبارت نقل کی ہے تو یہ علمی سرقہ ہے اور ایسا کرنے والا شخص ہماری نظر میں چور ہے۔ اگر کوئی شخص کسی اور کی تحریر کو یا اہل علم کی باتوں کو ان کی طرف منسوب کیے بغیر اپنے نام سے نقل کرتا ہے تو یہ مناسب نہیں ہے بلکہ یہ خیانت ہے کیونکہ کلام کو اس کے کہنے والے کی طرف منسوب کرنا ضروری ہے اگر کوئی شخص ایسا نہیں کرتا تو وہ خیانت کرتا ہے[19]۔ سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّواْ الأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُم بَيْنَ النَّاسِ أَن تَحْكُمُواْ بِالْعَدْلِ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُم بِهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيعًا بَصِيرًا[20] بے شک اللہ تم کو فرماتا ہے کہ پہنچا دو امانتیں امانت والوں کو اور جب فیصلہ کرنے لگو لوگوں میں تو فیصلہ کرو انصاف سے۔ اللہ اچھی نصیحت کرتا ہے تم کو۔ بیشک اللہ ہی سننے والا دیکھنے والا۔ علامہ جلال الدین سیوطی اس آیت میں تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے مالی امانتوں کے حوالے سے یہ حکم دیا ہے کہ جس کی امانت ہو اسے لوٹا دیا جائے اسی طرح معنوی امانتوں پر بھی یہ اصول نافذ ہوتا ہے کہ وہ امانتیں بھی جس کی ہیں ان کی طرف لوٹا دی جائیں۔ اور اگر کوئی شخص لکھنے پڑھنے کے مہتم بالشان عمل میں کہیں سے کوئی استفادہ کرتا ہے تو اس آیت کریمہ کے موجب اس کے لیے

ضروری ہے کہ اپنی تحریر یا تقریر میں مستفاد منہ کا حوالہ دینے کا اہتمام کرے[21]۔ علامہ جلال الدین سیوطی تصنیف و تالیف کے اصول میں ایک حدیث ذکر کرتے ہیں۔" تناصحوافي العلم فإن خيانة أحدكم في علمه كخيانته في ماله[22]" علامہ سیوطی نے اس حدیث میں تصنیف و تالیف کے باب میں اس طرح استدلال کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے صراحت سے فرمادیا ہے کہ جس طرح مال میں خیانت کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ علم کو چھپانا ہے۔ اگر کوئی صاحب علم ہے تو وہ دوسروں کو اپنے علم سے فائدہ پہنچائے اگر وہ ایسا نہیں کرتا اور اپنے علم کو چھپاتا ہے تو گویا وہ علمی خیانت کرنے والا ہے۔ دوسری خیانت یہ ہے کہ کسی بات کو بغیر حوالہ کے نقل کر دینا بھی علمی خیانت ہے اور ایسا کرنے والا اس حدیث کے مطابق ایک ناجائز اور حرام عمل کا ارتکاب کر رہا ہے اور اس کے لیے وہی وعید ہے جو امانت میں خیانت کرنے والے کے لیے ہے۔ آیات اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ علمی سرقے میں درج ذیل برائیاں پائی جاتی ہیں:

1۔ چوری۔2۔ خیانت۔3۔ جھوٹ۔4۔ دھوکہ 5۔۔ حق تلفی۔6۔ حقوق العباد کی پامالی۔

علمی سرقہ (plagiarism) کے بارے میں ایچ ای سی کی سزائیں

اگر کسی سے سرقہ ثابت ہو جائے تو ایچ ای سی نے اس کے لیے مختلف سزائیں تجویز کی ہیں۔ اگر اساتذہ اور ملازمین سے کوئی سرقہ ثابت ہو تو ان کے لئے الگ سزائیں ہیں اور اگر طالب علموں سے سرقہ ثابت ہو تو ان کے لئے الگ سزائیں ہیں۔

اساتذہ اور ملازمین کے لیے ایچ ای سی کی تجویز کردہ سزائیں

اگر اساتذہ اور ملازمین سے کوئی سرقہ ثابت ہو جائے تو ایچ ای سی نے ان کے لئے درج ذیل سزائیں تجویز کی ہیں۔

1۔ بڑا جرمانہ

ایسے معاملات میں جہاں زیادہ تر دوسرے لوگوں کے کسی شائع شدہ کام سے بالکل نقل کیا گیا ہو تو ایسے اساتذہ اور مالزمین کے لیے درج ذیل سزائیں ہیں۔

1۔ سروس سے برخاست کر دیا جائے گا۔

2۔ مجرم کو بلیک لسٹ کیا جا سکتا ہے۔ اور کسی تعلیمی یا تحقیقی ادارے میں ملازمت کے لیے اہل نہیں ہو سکتا۔

3۔ مصنف کی بلیک لسٹنگ کا نوٹیفیکیشن پرنٹ میڈیا پر شائع کیا جا سکتا ہے۔ یا وائس چانسلر کی صوابدید پر مختلف ویب سائٹس پر شائع کیا جا سکتا ہے۔

2۔ درمیانی سزائیں

ایسی صورتحال میں جہاں کچھ پیراگراف اور کچھ نتائج بغیر اقتباس کے نقل کیے گئے ہوں تو اس صورت میں درج ذیل دونوں یا ان میں سے کوئی ایک جرمانہ لگایا جا سکتا ہے

1۔ نچلے درجے میں تنزلی کر دی جائے۔

2۔ مجرم یا مصنف کو بلیک لسٹ کر کے اس کا نوٹیفکیشن پرنٹ میڈیا پر شائع کیا جا سکتا ہے یا وائس چانسلر کی صوابدید پر مختلف ویب سائٹس پر شائع کیا جا سکتا ہے۔

3۔ معمولی سزائیں

اگر کسی بیرونی ماخذ سے اس کام کا حوالہ دیے بغیر نقل کیے گئے ہو تو اس صورت میں معمولیجرمانہ لگایا جائے گا۔

1۔ وارننگ دی جائے۔

2۔ تمام تحقیقی گرانٹس کو منجمد کیا جائے۔

3۔ مجرم کی ترقیاں / سلانہ انکریمنٹ کو ایک مخصوص مدت کے لیے روکا جاسکتا ہے۔
4۔ ایچ ای سی یا یونیورسٹی تحقیقی فنڈنگ، سفری گرانٹ، پی ایچ ڈی کی نگرانی سے منع کر سکتی ہے۔ اور سکالرشپ اور دوسرے فنڈز وغیرہ بھی روکے جاسکتے ہیں۔

طالب علموں کے لئے سزائیں

جب طالب علموں سے سرقہ ثابت ہو جائے تو مجرم پائے جانے والے طالب علموں کے خلاف درج ذیل میں سے کوئی ایک یا ایک سے زیادہ سزائیں جاری کی جاسکتی ہیں

1۔ مقالہ کی صورت میں سرقہ کی ذمہ داری طالب علم کی ہو گی نہ کہ سپر وائزر یا سپر وائزری کمیٹی کے ارکان کی
2۔ مجرم کو یونیورسٹی سے نکال جاسکتا ہے اور پاکستان میں شامل ہونے سے ایک مدت کے لیے کمیٹی جو مناسب سمجھے روکا جاسکتا ہے۔ اور اس سلسلے میں تمام تعلیمی اداروں اور تحقیقی تنظیموں میں ایک نوٹس جاری کیا جاسکتا ہے۔
3۔ مجرم کو نچلے درجے میں بھیجا جاسکتا ہے۔
4۔ مجرم کو مضمون میں ناکامی کا درجہ دیا جاسکتا ہے۔
5۔ مجرم کو مالی جرمانہ کیا جاسکتا ہے۔ مالی جرمانہ کمیٹی جتنا مناسب سمجھے لگا سکتی ہے۔
6۔ اگر جرم معمولی ہے اور پہلی بار اس کا ارتکاب ہوا ہے تو مجرم کو تحریری وارننگ بھی دی جاسکتی ہے۔
7۔ اگر کسی بھی وقت یہ ثابت ہو جائے کہ طالبعلم نے ایم ایس، ایم فل یا پی ایچ ڈی کے مقالے میں سرقہ کیا ہے اور سرقہ بھی کسی شائع شدہ مواد سے مکمل کیا گیا ہو تو ایسی صورت میں طالب علم سے ڈگری واپس لی جاسکتی ہے
8۔ سرقہ کی اطلاع پرنٹ میڈیا میں شائع کی جاسکتی ہے۔ یا وائس چانسلر / سربراہ ادارہ کی صوابدید پر مختلف ویب سائٹس پر شائع کی جاسکتی ہے۔
9۔ ایچ ای سی یا یونیورسٹی مخصوص مدت تک تحقیقی فنڈنگ، ٹریول گرانٹ، اسکالرشپ یا دوسرے فنڈ پروگرام سے روک سکتی ہے۔
10۔ ان کے عالوہ کوئی دوسرا جرمانہ لگایا جاسکتا ہے جو وائس چانسلر یا کمیٹی مناسب سمجھے۔

شریک مصنفین کے لیے سزائیں

اگر محقق نے شریک مصنف کا نام اپنے کام یا تحریر میں درج کیا ہے تو وہ بھی سرقہ میں ذمہ دار ہو گا اور اس کے لیے بھی وہی سزائیں ہیں جو مصنف کے لئے تجویز کی گئی ہیں[23]۔

علمی سرقہ (Plagiarism) سے بچنے کے لیے تجاویز

سرقہ سے بچنے کے لیے تجاویز درج ذیل ہیں۔

1۔ تحقیقی مواد کا ریکارڈ رکھیں

تحریر لکھتے وقت تحقیقی مواد کا اپنے پاس ریکارڈ رکھیں جس سے سرقہ سے بچا جاسکتا ہے۔

2۔ سرقہ چیکر استعمال کریں۔

سرقہ سے بچنے کا ایک آسان طریقہ یہ ہے کہ محقق جب اپنی تحریر مکمل کرلے تو سرقہ چیکر استعمال کرے اگر کسی مواد کے اصلی ماخذ کا حوالہ نہیں دیا گیا تو وہ محقق کو سرقہ کے چیکر سے معلوم ہو جائے گا۔ کیونکہ کسی مواد کی اصلی ماخذ کا حوالہ نہیں دیا گیا تو وہ محقق کو سرقہ کے چیکر سے معلوم ہو جائے گا۔ کیونکہ کسی بھی موضوع پر تحریر لکھتے وقت محقق کو کچھ الفاظ یا جملے پسند آسکتے ہیں

جنہیں وہ غیر ارادی طور پر بغیر حوالہ کے مواد میں شامل کر لیتا ہے۔ اس طرح سرقہ کے مسئلے سے بچنے کے لیے سرقہ چیکر سافٹ وئیر استعمال کرنا بہتر ہے۔ آج کل سرقہ کی جانچ پڑتال کرنے والے مختلف سافٹ وئیر دستیاب ہیں لیکن ان میں سے ایک ایسے سافٹ وئیر کا انتخاب کرنا چاہیے جو بہترین ہو۔ لیکن ان میں سے ایک ایسے سافٹ وئیر کا انتخاب کرنا چاہیے جو بہترین ہو۔ سرقہ چیکر سافٹ ویئر متعدد زبانوں میں دستیاب ہیں۔ سرقہ چیکر کے بہترین سافٹ ویئر مواد کی گہری تلاش پیش کرتے ہیں۔ اور جملوں کے مطابق نتائج دیتے ہیں۔

3-اپنے خیالات پیش کریں۔

جب بھی کسی موضوع پر تحریر لکھیں تو ہمیشہ مواد کی تلاش کریں اور اپنے خیالات کو پیش کریں۔ اس موضوع پر زیادہ سے زیادہ تحقیق کی جاتی ہے تو محقق کو ایک منفرد نقطہ نظر ملتا ہے اور وہ مواد کو مکمل طور پر اپنے الفاظ میں لکھتا ہے۔ یہ بات بھی ذہن میں رہے محقق کو ڈوپلیکیٹ مواد سے بچنے کے لیے اصلی ذرائع کا حوالہ دینا ہوگا اور کوٹیشنز شامل کرنا ہوں گے۔

4-جہاں ضروری ہو کوٹیشن استعمال کریں

محقق تحریر لکھتے وقت کوٹیشن کا استعمال اس بات کی نشاندہی کرنے کے لیے کر سکتا ہے کہ مواد کو ایک ذرائع سے دوسرے لفظ میں لے جاتا ہے۔ تاہم کوٹیشن کو صحیح طریقے سے استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔ کوٹیشن مارک استعمال کرنے کے اپنے اصول ہیں محقق کو کوٹیشن استعمال کرتے وقت ان اصولوں کو مد نظر رکھنا ہوگا۔

5-پروف ریڈنگ اور مواد میں ترمیم کریں

ایک بار جب محقق تحریر لکھ لے تو اس کو درست کرنا اور اس میں ترمیم کرنا بہت ضروری ہے۔ مواد کی پروف ریڈنگ اور تدوین ایک ایسا عمل ہے جو ایسے غلطی سے بچاتا ہے۔ لکھنے کے انداز کو بہتر بناتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ محقق انتہائی اہم مسائل جیسے نحو کے مسائل، پیراگراف کی ساخت اور لغت کی غلطیوں کو بھی چیک کر سکتا ہے۔ اس طرح پروف ریڈنگ اور ایڈیٹنگ کرتے گمشدہ حوالہ یا جملے جیسے محقق اپنے الفاظ میں بیان کرنا بھول گیا وہ بھی سامنے آجاتے ہیں۔ اس طرح اچھی پروف ریڈنگ اور ایڈیٹنگ راؤنڈ کے ساتھ محقق بہت سی غلطیوں اور سرقہ سے بچ سکتا ہے[24]۔

خلاصہ بحث و تجاویز

درج ذیل اقدامات کر کے علمی سرقے کو روکا جا سکتا ہے:

حکومت اور ایچ ای سی کو چاہیے کہ ایسے اقدامات کرے جس سے کتاب بینی کے رجحان کے تحقیق کے میدان میں قدم رکھتا ہے تو ایسا ہو گا جیسے کوئی شخص تیراکی کی مشق کئے بغیر دریا میں کود پڑے۔ ایسا شخص یا تو دریا میں ڈوب جاتا ہے یا پھر اسے کسی اور کے سہارے دریا پار کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح ایسے محققین بھی جب کتاب بینی کے رجحان کے بغیر قدم رکھتے ہیں وہ تحقیق کو مکمل کیے بغیر ہی چھوڑ دیتے ہیں یا پھر علمی سرقے کا سہارا لیتے ہوئے اپنی تحقیق کو پورا کرتے ہیں۔ یونیورسٹیوں میں جو ادارے علمی سرقہ کی جانچ پرکھ کے لیے بنائے جاتے ہیں ان میں ہر شعبے سے وابسطہ ماہرین تحقیق کو نٹھایا جائے۔ جن کو تحقیق پر مکمل عبور حاصل ہو۔ عبارے کو دیکھتے ہی ان کو پتہ چل جائے کہ اس موضوع پر پہلے کام ہو چکا ہے یا نہیں۔ موجودہ تحقیق پہلے سے موجود کسی تحقیق کی نقل تو نہیں۔ پاکستانی یونیورسٹیوں کو آپس میں ایک دوسرے سے مربوط کرنا چاہیے اور ہر یونیورسٹی میں ہونے والے تحقیق کام کو ملک کی دوسری یونیورسٹیوں کے علم میں لانے کا انتظام ہونا چاہیے تاکہ علمی سرقہ کی روک تھام میں مدد مل سکے۔ پاکستان میں علمی سرقہ کو چیک کرنے کا اپنا کوئی سافٹ وئیر نہیں ہے۔ آج تک ہم دوسروں کے بنائے ہوئے سافٹ وئیر انحصار کر رہے ہیں۔ حکومت اور ایچ ای سی کو علمی سرقے کو چیکرنے کے لیے اپنا سافٹ وئیر بنانا چاہیے۔ اس سافٹ وئیر تک

رسائی ہر ایک کو حاصل نہیں ہونی چاہیے۔ بلکہ صرف ایچ ای سی کے مقرر کردہ اداروں کو اس تک رسائی ہونی چاہیے۔ اور اس کے رموز کا علم بھی صرف ایچ ای سی کے مقرر کردہ اداروں کا ہونا چاہیے۔ تاکہ مختلف حربے استعمال کر کے اس کو دھوکہ نہ دیا جا سکے۔ ثانوی اور اعلیٰ ثانوی تعلیم کے طالب علم نقل کرتے ہیں اور ایسے نقل کرنے والے طالب علموں کو کوئی بڑی سزائیں نہیں دی جاتیں بلکہ جرمانہ لے کر بات کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ پھر یہی طالب علم جب ایم فل اور پی ایچ ڈی تک پہنچتے ہیں تو یہی نقل کے سارے حربے علمی سرقہ میں ڈھل جاتے ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ نقل مافیا کو ہر سطح سے ختم کیا جائے۔ اگر ان اقدامات کے باوجود بھی کوئی علمی سرقے کا مرتکب پایا جائے تو اسے بلکہ اس کو سخت سزائیں دی جائیں تاکہ دوسروں کے لیے عبرت ہو سکے۔

References

[1]Muftī Muhammad Shafī, M'ārif al-Quran (Karcahī: Maktaba M'ārif al-Quran, n.d).
[2] Muftī Muhammad Shafī, M'ārif al-Quran (Karcahī: Maktaba M'ārif al-Quran, n.d).
[3] Al-Māida 5:38.
[4] Joseph Gibaldi , MLA Style Maunal and Guide to Scholarly Publishing (New York:MLA , 1998)
[5] -K.Dey and M.A.Sobhan , Impact of Unethical Practies of Plagiarism onTeaching and Research in Higher Education : Some combating Learning(ITHET:2006) Strategies
[6]Ibn Manzūr, Lisān al-'Arab (Bairūt: Dār Sādir, 2003), 14.
[7] James Douglas Beasley, „The Impact of Technology on Plagiarism Prevention and Detection", Plagiarism: Prevention, Practice and Policie
[8] https://www.websiterating.com/ur/resources/plagiaris
[9] Al-Imrān 3:188.
[10] Abū Dāwūd, Sunan Abū Dāwūd (Lahore: Maktaba Rahmānia), Ḥadīth no: 4997.
[11] Abū Dāwūd, Sunan Abū Dāwūd, Ḥadīth no: 3257.
[12] Qāzī Iyāz, Al-Wafā (Dār al-Wafā, 1998), 1.
[13] Ibn 'Abd al-Barr, Jām' Bayān al-Ilm (Dār Ibn Jawzī, 1994).
[14] QUrtubī, Al-Jām' Li Aḥkām al-Quran, 1.
[15] Jalāl al-Dīn al-Sayūtī, al-Mazhar fī Ulūm al-Lugha wa Anwāuhā(Maktaba al-Asriya, 1998).
[16] Al-Maqrīzī, Al-Mawa'z wa al-'tbār bi Zikr al-Khutat aw al-Āsār (Birūt: dār al-Kutub al-Ilmiyah, 1988).
[17] Ibn Taymiyyah, Minhāj al-Sunnah (Mumbai: Dār al-Ilm)
[18] Abd al-Rahmān Ibn Yahya, 2014.
[19] Muhammad Ibn Sālih al-Uthaimain, Sharh Hilyat alp-Tālin (Mussasa al-Risālah, 2002).
[20]Al-Nisā4 :58.
[21] Al-Sayūtī, Al-Jām' al-Saghīr (Birūt: Dār al-Kutub al-Ilmiyyah, 1994).
[22] Al-Sayūtī, Al-Fāriq Bain al-Musannif wa al-Sāriq(Birūt: Ālim al-Kutub, 1419AH).
[23] -https://www.hec.gov.pk/english/services/faculty/Plagiarism/Pages/default.aspx 26-/https://smodin.io/ur/blog/tips-to-keep-away-from-content-plagiarism
[24] https://hamariweb.com/articles/111819